مدیر کے نام

عبدالقدیر سلیم ' کراچی

مراد ہوف مین کے مقالے پر آپ نے میرا تبصرہ شائع کیا' شکریہ۔

تکثیریت (pluralism) اور رواداری جو ہوف مین کے خطبات کا مرکزی موضوع ہیں' اب بے موسم کی بارش کی طرح ہمارے اہل فکر' خصوصاً نوجوان ذہنوں کی ''آب یاری'' کر رہے ہیں۔ ''جدید جمہوری مہذب معاشرے'' (civil society) کا آئیڈیل بے شک اسلام کے دائمی مہذب اصولوں سے ہم آہنگ ہے' مگر اس سے ایک ایسا معاشرہ مراد لینا' جہاں ''اخلاقی تکثیریت'' ہو' اسلام کے دائمی آفاقی نظامِ اقدار کی نفی کرنا ہے' اور مغربی یلغار (مغرب' کوئی جغرافیائی تصور نہیں' بلکہ ایک فکری نظام ہے) کو خوش آمدید کہنا ہے۔

خصوصاً پاکستان میں اسی فکر کو ایک محدود دائرے میں رکھ کر تاریخ پاکستان' اسلامی ریاست اور معاشرے کے لیے جدوجہد کی نفی کرنے اور برعظیم کی ایک ''مشترکہ تاریخ'' از سرِنو تصنیف کرنے کے لیے کوشش ہو رہی ہے' تاکہ دوقومی نظریے کی نفی ہو اور ایک ''پرامن' ہم آہنگ اور مہذب'' معاشرہ جنم لے کہ اس سے پہلے ہندوؤں کے ہیرو' مسلمانوں کے ولن اور مسلمانوں کے ہیرو' (محمود غزنوی' غوری' اورنگ زیب عالم گیر) ہندوؤں کے نزدیک ڈاکو' لٹیرے اور غاصب تھے۔ مفروضہ یہ ہے کہ اگر برعظیم میں تاریخ کا یکساں نصاب رائج کر دیا جائے تو تناؤ' نفرت اور جنگوں سے بچا جا سکتا ہے۔ ان حالات میں میرے خیال میں مداہنت مناسب رویہ نہیں' بلکہ سورہ الممتحنہ پر غور و فکر اور اس کی عملی تلاوت ہی بہتر حکمت عملی ہے۔

احمد اشرف ' کراچی

اشارات (مئی ۲۰۰۱ء) بہت خوب ہیں۔ قرآن فہمی کے سلسلے میں سید مودودیؒ کے ''مقدمہ'' تفہیم القرآن کے بعد ایسی دل کش تحریر سے سابقہ پڑا۔ آپ نے کمال کیا کہ تصوف پر براہِ راست کسی قسم کا اعتراض کرنے کے بجائے ڈاکٹر اقبال کے مضمون کا حوالہ دیا جس میں انھوں نے ''شعورِ ولایت'' اور ''شعورِ نبوت'' کی اصطلاحیں استعمال کر کے عربی اسلام اور عجمی اسلام کا فرق بتادیا ہے۔

''کلام نبویؐ کی کرنیں'' میں یہ پڑھ کر آنکھوں میں آنسو آگئے کہ نبی کریمؐ نے ایک بدو کے درشت رویے کے باوجود اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجور کے بورے لدوا دیے۔ کون تصور کر سکتا ہے کہ حضورؐ اخلاق کے کس معیار پر تھے!

عبداللہ جان عزیز ' ڈیرہ غازی خان

اپریل ۲۰۰۱ء کے شمارے میں بھکر سے محمد عبداللہ صاحب نے تورا کینہ قاضی کے مضمون: ''عالمی معاشرے میں شادی اور خاندان کا مرکزی کردار (مارچ ۲۰۰۱ء) میں اصل انگریزی الفاظ کو بغیر مناسب اصطلاحات کے شائع کرنے کو غیر مناسب سمجھا۔ آج کل عرب دنیا میں گلوبلائزیشن کے الفاظ کو العولمة سے ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ گلوبل ازم کے لیے بھی العولمة کا لفظ مستعمل ہے۔ گلوبیانا کے بجائے مناسب عالمیانہ ہے۔ گلوبلائزیشن کے لیے عالم گیریت کے بجائے عالمیت بہتر محسوس ہوتا ہے اور انٹرنیشنل کے لیے عالمی۔

منور بخاری ' لاہور

''موثر اور کامیاب شخصیت'' (مئی ۲۰۰۱ء) بہت مفید ہے۔ یہ تحریر ایک اہم تحریکی ضرورت پوری کرتی ہے۔ ضرورت